**OPEN ACCESS**
***RUSHD***
(Bi-Annual Research Journal of Islamic Studies)
**Published by:** *Lahore Insititute for Social Sciences, Lahore.*

**ISSN (Print): 2411-9482**
**ISSN (Online): 2414-3138**
***Jan-June-2022***
***Vol: 3, Issue: 1***
journalrushd@gmail.com**Email:**
**OJS:** https://rushdjournal.com/index

قاریۃ طاہرۃ بنت القاری[1]

افتخار احمد[2]

# تلاوت قرآن مجید اور مقامات موسیقی

# Quranic Recitation with Musical Style

## Abstract

Quran recitation in the style of music is a form of Quranic recitation where the reciter incorporates musical elements into the recitation of the Qur'an. This can involve the use of rhythm, melody, and harmony to create a more melodic and musical interpretation of the Qur'anic verses. This style of recitation has gained popularity in many Muslim communities, as it is seen as a way to add an emotional and spiritual dimension to the recitation of the Qur'an. The use of music in Quranic recitation is not new, as many early Islamic scholars incorporated musical elements into their recitation in order to express the beauty and majesty of the Qur'an. However, this style of Quranic recitation is a matter of debate in the Islamic community, with some scholars considering it permissible while others view it as

1 ایم فل سکالر علامہ اقبال اوپن یونیورسٹی، اسلام آباد
2 ایل ایل ایم، شریعہ اینڈ لاء

inappropriate or even haram (forbidden). Those who support this style argue that it can enhance the listener's experience of the Qur'an and deepen their connection with its message, while those who oppose it believe that it is disrespectful to the sanctity of the Qur'an and that the Qur'an should be recited in its pure form, free from musical elements. This article delves into the subject with thoroughness.

Keywords: Music, Maqamaat, Permissible, Qurra

موجودہ دور میں بعض لوگوں نے قرآن مقدس کی تلاوت میں موسیقی لحجات استعمال کرنا شروع کر دیئے ہیں، ائمہ اعلام سلف وخلف نے پوری تفصیل سے اس کی حرمت پر واضح اور قطعی دلائل دیے ہیں۔

نعوذ باللہ ہم ایسے قراء کی تلاوتوں سے اللہ تعالیٰ کی پناہ مانگتے ہیں جو قرآن کریم کی صحیح عربی لہجوں میں پڑھنے اور خشوع وخضوع کی تلاوت چھوڑ کر، ایسے غیر شرعی اور غیر عربی لحجات کی ایجاد میں لگے ہوئے ہیں۔

ان طرق پر تلاوت کرنا غیر شرعی اور مطلقاً حرام ہے، کیونکہ اس طرح تلاوت کرنے میں علم موسیقی کا بہت دخل ہے۔ حضرت حذیفہ بن یمان رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

«اقْرَءُوا الْقُرْآنَ بِلُحُونِ الْعَرَبِ وأَصْوَاتِها، وَإِيَّاكُمْ ولُحُونَ أَهْلِ الْكِتَابَيْنِ، وَأَهْلِ الْفسقِ، فَإِنَّهُ سَيَجِيءُ بَعْدِي قَوْمٌ يُرَجِّعُونَ بِالْقُرْآنِ تَرْجِيعَ الْغِنَاءِ وَالرَّهْبَانِيَّةِ وَالنَّوْحِ، لَا يُجَاوِزُ حَنَاجِرَهُمْ، مفتونةٌ قُلُوبُهُمْ، وقلوبُ مَنْ يُعْجِبُهُمْ شَأْنُهُمْ».

"سیدنا حذیفہ بن یمان رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: قرآن کو عرب کے لحجات اور ان کی آوازوں میں پڑھو، اہل کتاب (یہود ونصاری) اور گنہگار لوگوں کی طرح نہ پڑھو۔ میرے بعد کچھ لوگ آئیں گے جو قرآن کی آواز کو حلق میں گھما کر گیت (گانا)، رہبانیت اور نوحے کے انداز میں پڑھیں گے، وہ ان کی ہنسلیوں تک (بھی) نہیں پہنچے گا، ان کے دل اور ان کے انداز کو اچھا سمجھنے والوں کے دل فتنہ زدہ ہوں گے۔"

اسی بنیاد پر فن تجوید وقراءت کے ماہرین اور متخصص لوگ ایسے غیر شرعی لحجات میں تلاوت کرنے کو مطلقاً حرام قرار دیتے ہیں۔ شیخ ابو شادی نے مقامات موسیقیہ کی حرمت پر مدلل کتاب تصنیف فرمائی ہے، جس میں علماء

متقدمین ومتاخرین کے جملہ دلائل اور معلومات بہت شرح وبسط سے بیان فرمائی ہیں۔

الدکتور ایمن سوید رشدی الشافعی، الرئیس المجلس العلمی نے قرآن کریم مقامات موسقیہ سے پڑھنے کو بالکل ناجائز اور حرام قرار دیا ہے، کیونکہ جو تلقی جناب نبی اکرم ﷺ، صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اور تبع تابعین رحمۃ اللہ علیہم کی وساطت سے ہم تک منقول ہے، یہ اس کے خلاف ہے۔

دوسرا، اس طرح پڑھنے سے قرآن حکیم میں تدبر اور غور وفکر بھی مفقود ہو جاتا ہے، جبکہ یہ تلاوت قرآن کا اصل مقصود ہے۔ اللہ تعالیٰ نے قرآن حکیم میں متعدد بار حکم دیا کہ یہ کتاب ہدایت ہے اس میں غور وفکر کرو۔

﴿وَلَقَدْ يَسَّرْنَا الْقُرْاٰنَ لِلذِّكْرِ فَهَلْ مِنْ مُّدَّكِرٍ ۱۷﴾ [سورۃ القمر :17]

"اور البتہ ہم نے تو سمجھنے کے لیے قرآن کو آسان کر دیا پھر کوئی ہے کہ جو سمجھے۔"

﴿اَفَلَا يَتَدَبَّرُوْنَ الْقُرْاٰنَ اَمْ عَلٰى قُلُوْبٍ اَقْفَالُهَا ۲۴﴾ [سورۃ محمد :24]

"پھر کیوں قرآن پر غور نہیں کرتے کیا ان کے دلوں پر قفل پڑے ہوئے ہیں۔"

﴿بَلْ اَكْثَرُهُمْ لَا يَعْقِلُوْنَ ۶۳﴾ [سورۃ العنکبوت :63]

"بلکہ ان میں سے اکثر نہیں سمجھتے۔"

ہم نے کئی محافل قراءات میں مشاہدہ کیا ہے کہ قراءِ کرام اس انداز سے تلاوت کرتے ہیں جو خشوع خضوع، تدبّر اور غور وفکر سے یکسر خالی ہوتی ہیں۔ اللہ تعالیٰ اس طرح تلاوت کرنے اور سننے سے ہر مسلمان کو محفوظ فرمائے۔

امام قرطبی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: جناب نبی کریم ﷺ سے لیکر آج تک مشائخ وآئمہ قراءات سے صحیح سند کے ساتھ جو ہم تک پہنچا ہے، وہ متواتر ومسلسل ہے۔ اس میں انداز موسیقی اور حروف کو گھما گھما کر اور چبا چبا کر پڑھنے کا نام ونشان تک نہیں ہے۔

ائمہ سلف نے اس موضوع پر کئی کتابیں تحریر فرمائی ہیں۔ علامہ ابن کیال دمشقی نے اس کی حرمت پر " نجم الظواھر فی تحریم لحون الفسق و الکبائر" تصنیف فرمائی ہے۔ ایسے ہی آئمہ اربعہ، علامہ ابن رجب حنبلی، امام نووی، امام ابن کثیر، علامہ ابن تیمیہ اور علامہ ابن حجر رحمۃ اللہ علیہم وغیر ہم نے بھی اس کی حرمت میں فتویٰ صادر فرمایا ہے۔

اسی طرح علامہ عطیہ صقر، امام شمس الدین سخاوی، ملا علی قاری، اور عصر حاضر کے عظیم استاذ شیخ علامہ سید عثمان شیخ

عموم المقاری المصریۃ نے بھی کتاب "تلقی القرآن" میں بھی اس کی حرمت کا فتوی دیا ہے۔

قرآن حکیم کو لہجات موسیقیۃ غیر شرعیہ کے مطابق پڑھنا فاسق و فاجر اور جاہل لوگوں کا طریقہ ہے، جو محض لوگوں کو خوش کرنے اور ان سے داد اور پیسے بٹورنے کے لیے اس طرح کے غیر عربی اور غیر شرعی طریقے سے تلاوت کرتے ہیں۔

﴿اَتَسْتَبْدِلُوْنَ الَّذِيْ هُوَ اَدْنٰى بِالَّذِيْ هُوَ خَيْرٌ﴾ [سورۃ البقرۃ:61]

"کیا تم اس چیز کو لینا چاہتے ہو جو ادنیٰ ہے بدلہ اُس کے جو بہتر ہے۔"

﴿ مِنْكُمْ مَّنْ يُّرِيْدُ الدُّنْيَا وَ مِنْكُمْ مَّنْ يُّرِيْدُ الْاٰخِرَةَ ثُمَّ صَرَفَكُمْ عَنْهُمْ لِيَبْتَلِيَكُمْ﴾ [آل عمران :152]

"تم میں سے بعض لوگ دنیا چاہتے ہیں اور بعض تم میں سے آخرت کے طالب ہیں، پھر تمہیں ان سے پھیر دیا تاکہ تمہیں آزمائے۔"

ان آیات کی روشنی میں ہر شخص پر لازم آتا ہے کہ فتنہ مبتدعہ غیر شرعیہ کی تردید کرے اور صحیح عربی لہجات کی ترویج واشاعت کو فرض اور لازم جانے۔ قرآن حکیم کو عربی اور عربوں کے عمدہ لہجوں اور مسنون قراءات کے موافق پڑھنا اور اجر و ثواب حاصل کرنا ہے۔ اور غیر شرعی لہجوں کے موافق پڑھنا اور گناہ گار ہونا اللہ تعالیٰ کے عذاب کو دعوت دینا ہے۔ درج ذیل آیت کے مصداق ہے۔

﴿وَ لَا تَشْتَرُوْا بِاٰيٰتِيْ ثَمَنًا قَلِيْلًا ﴾ [سورۃ المائدۃ:44]

"اور میری آیتوں کے بدلے میں تھوڑا مول مت لو۔"

یعنی چند ٹکوں کی خاطر الٹا سدھا پڑھنا درست نہیں ہے۔

ہمارے اَساتذہ کرام ایسے بھونڈے انداز اور خلافِ تجوید پڑھنے کو ہرگز پسند نہیں فرماتے تھے۔

مقامات موسیقی کے ناموں پر غور کریں، تو معلوم ہو جاتا ہے کہ یہ سب غیر عربی لہجات ہیں۔

1۔ضبا 2۔نہاوند 3۔عجم 4۔بیاتی 5۔سیکا 6۔رست 7۔کرد

یہ سب لہجات ایران میں ایجاد کیے گئے ہیں۔ تو یہ قراناً عربیاً کے مطابق کیسے ہو سکتے ہیں؟۔ البتہ موجودہ دور میں ان لہجات میں تلاوت کا آغاز مصر سے ہوا، جہاں چند سال بیشتر بعض بدعتی اور جہال قراء نے جو مسنون لحون عرب

سے واقفیت نہیں رکھتے، ان مبتدعہ غیر مسنونہ اور غیر شرعیہ لہجات موسیقیہ کو عربی لہجات کی جگہ رواج دینے کی مساعی قبیحہ کیں۔ اور اسے باقاعدہ فن کے طور پر متعارف کروایا۔ کسی شخص کو اس وقت تک قاری نہ مانا جاتا، جب تک وہ نغمات موسیقیہ کا ماہر نہ بن جائے (نعوذ بالله من ذلك)۔

چند سال بیشتر کے مصری قراء کرام جیسے شیخ رفعت رحمۃ اللہ علیہ اور شیخ صدیق منشاوی رحمۃ اللہ علیہ قرآن حکیم کے معنی و مفہوم کے مطابق آواز کے اتار چڑھاؤ پیدا کرتے تھے، اور اپنے فطری لہجات (جو ہر شخص کو اللہ نے جدگانہ ودعیت کر رکھے ہیں) میں تلاوت فرماتے اور عربی لہجات کو مدّ نظر رکھتے تھے۔

مقامات موسقیہ اب ہمارے خطے میں بھی ایک وباء کی صورت پروان چڑھنے لگے۔ مسلّم تجوید و قراءات میں مہارت اور عبور حاصل کرنے کی بجائے وہ لوگ جن کی آواز خوبصورت اور تلاوت قرآن حکیم کے ضروری تقاضے موجود نہ تھے، ان غیر شرعی مقامات اور لہجات موسیقیہ کی طرف مائل ہوئے اور ان کا سہارا لیا۔ لوگوں کے رجحان اور میلان کے پیش نظر مقامات موسیقیہ سکھانے والے ادارے اور اکیڈمیز وجود میں آنے لگیں، جن کا مقصد اس فن جلیلہ کی خدمت کرنے کی بجائے دنیا کی دولت اور شہرت کمانا تھا۔ اور یہ سلسلہ ہنوز جاری ہے۔ یہ لوگ مقامات موسیقیہ اور نغمات صوتیہ موسیقیہ کو نعوذ باللہ مقامات قرآنیہ کا نام دے کر عوام الناس اور نئے آنے والے قراء کو دھوکہ دے رہے ہیں۔

در حقیقت انسانی صوتیات کو قرآن حکیم کے معنی، مفہوم اور دوران تلاوت تدبر کے نتیجے میں پیدا ہونے والے خشوع و خضوع اور احساسات کے تابع ہونا چاہیے، لیکن مقامات میں معاملہ اس کے برعکس ہے۔ اس کی مشق میں قرآن حکیم کے معنی و مفہوم اور تجوید و قراءات کی اصطلاحات کو مقامات موسیقیہ کے تابع کیا جانے لگا ہے۔ اور اس سلسلے میں درج ذیل حدیث « ليس منا من لم يتغن بالقرآن » "جس نے قرآن کو خوبصورتی سے نہ پڑھا وہ ہم میں سے نہیں ہے" سے یہ سمجھا جاتا ہے کہ جس نے گا کر قرآن نہیں پڑھا وہ ہم میں سے نہیں ہے۔

اب دیکھنا ہے کہ تغن بالقرآن، والی حدیث سے ان کا استدلال درست ہے یا نہیں، اگر درست ہے تو کس قدر؟

دوسرا یہ دیکھنا ہے کہ مذکورہ حدیث سے کونسا مفہوم درست ہے ؟:

پہلا مفہوم: تغن بالقرآن سے مراد حسن صوت ہے ؟

دوسرا مفہوم: قرآن حکیم کے ساتھ مستغنی ہونا ہے ؟

تیسرا مفہوم: قرآن حکیم میں کماحقہ اشتغال ہے۔

چوتھا مفہوم: نغمات موسقیہ غیر شرعیہ کا اہتمام ہے؟ کہ سب کچھ بگڑ جائے، لیکن نغمہ اور موسقیت متاثر نہ ہو۔

سب سے پہلے یہ بات ذہن میں رکھ لینی چاہیے کہ دین متین کا دارومدار منقولات پر ہے، معقولات پر نہیں۔ اس لیے احادیث و آثار میں آئمہ متقدمین اور علماء سلف (محدثین و مفسرین) نے مذکورہ بالا حدیث کے جو معنی کیے ہیں ان کی روشنی میں "تغن بالقرآن" کے معنی و مدلول کو دیکھا جائے۔ امام بخاری نے اپنی صحیح میں ایک باب قائم کیا ہے، بعنوان:"بَابُ مَنْ لَمْ يَتَغَنَّ بِالقُرْآنِ "

اس میں يَتَغَنَّ بِالقُرْآنِ کا معنی واضح کرنے کے لیے امام بخاری نے یہ آیت نقل کی ہے:

وَقَوْلُهُ تَعَالَى: ﴿ اَوَ لَمۡ يَكۡفِهِمۡ اَنَّاۤ اَنۡزَلۡنَا عَلَيۡكَ الۡكِتٰبَ يُتۡلٰى عَلَيۡهِمۡ ﴾ [سورة العنكبوت: 51]

"اور اللہ تعالیٰ کا فرمان: "کیا ان کے لیے کافی نہیں ہے وہ کتاب اللہ جو ہم نے تم پر نازل کی جو ان پر پڑھی جاتی ہے۔"

حافظ ابن حجر فرماتے ہیں کہ یہاں پر یہ آیت لا کر امام بخاری اشارہ کر رہے ہیں کہ تغن کا معنی مستغنی ہونا ہے، جیسا کہ امام سفیان بن عیینہ نے اس کی تفسیر کی ہے۔ کیونکہ مذکورہ آیت کے حوالے سے امام احمد امام وکیع سے نقل کرتے ہیں کہ یہاں پر استغنا سے مراد سابقہ امتوں کی اخبار و کتب سے مستغنی ہونا ہے۔ اور اس کی دلیل وہ روایت ہے جسے الطبری نے یحییٰ بن جعدہ کی روایت نقل کی ہے، کہ کچھ مسلمان کچھ ایسی کتب لے کر آئے جو انہوں یہود سے سن کر لکھ رکھی تھیں، تو نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: کسی قوم کو اتنی گمراہی کافی ہے کہ ان کا نبی جو ان کی طرف لے کر آیا، اسے چھوڑ کر اس طرف متوجہ ہو گئی جو دوسروں کا نبی دوسروں کے لیے کر آئے ہیں۔ اس پر یہ آیت نازل ہوئی۔[1]

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ أَنَّهُ كَانَ يَقُولُ قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ لَمْ يَأْذَنْ اللهُ لِشَيْءٍ مَا أَذِنَ لِلنَّبِيِّ أَنْ يَتَغَنَّى بِالْقُرْآنِ وَقَالَ صَاحِبٌ لَهُ يُرِيدُ يَجْهَرُ بِهِ »[2]

---

1 فتح الباری :11: 84

2 صحیح بخاری : رقم الحدیث: 5023، صحیح مسلم : رقم الحدیث: 792

"سیدنا ابوہریرہ سے روایت ہے انہوں نے کہا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: اللہ تعالیٰ نے اپنے نبی کو کسی چیز کے لیے اس قدر اجازت نہیں دی جس قدر قرآن کریم کی وجہ سے بے نیاز ہونے کی دی ہے۔" راوی حدیث (ابوسلمہ) کے ایک شاگرد کہتے ہیں: اس سے مراد قرآن کریم کو خوش الحانی سے بآواز بلند پڑھنا ہے۔"

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ عَنْ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ مَا أَذِنَ اللهُ لِشَيْءٍ مَا أَذِنَ لِلنَّبِيِّ أَنْ يَتَغَنَّى بِالْقُرْآنِ قَالَ سُفْيَانُ تَفْسِيرُهُ يَسْتَغْنِي بِهِ.[1]

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے وہ نبی ﷺ سے بیان کرتے ہیں کہ آپ نے فرمایا:

"اللہ تعالیٰ کسی چیز کو کی اس قدر اجازت نہیں دی جس قدر اپنے نبی کو قرآن کریم سے غنا حاصل کرنے کی دی ہے۔" سفیان نے کہا کہ اس کی تفسیر قرآن کریم سے غنا حاصل کرنا ہے۔"

امام ابوالحسن السندی رحمۃ اللہ علیہ حاشیہ میں "تغن بالقرآن" کی وضاحت کرتے ہوئے رقم طراز ہیں:

باب: من لم يتغن بالقرآن، وقوله:﴿أَوَلَمْ يَكْفِهِمْ ...﴾أشار بها إلى ترجيح تفسير ابن عيينة يتغنى بيستغني، يستغنى به عن أخبار الأمم الماضية، وقد خفى وجه مناسبة هذه الآية للباب على جماعة، ووجهه ما ذكرنا.

"(امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے اس باب میں) تفسیرِ ابن عیینہ کی ترجیح کی طرف اشارہ کیا ہے، کہ انہوں نے حدیث کے لفظ "یتغن" کا معنی مستغنی ہونا کیا ہے، یعنی اس (قرآن) کے ذریعے بندہ امم سابقہ کی اخبار سے مستغنی ہو جاتا ہے۔ ایک جماعت پر اس آیت کی باب سے مناسبت مخفی رہ گئی ہے۔ اور اس کا سبب وہ ہے جو ہم نے ذکر کیا ہے۔"

"قال القرطبي: أصل الأذن بفتحتين: أن المستمع يميل بأذنه إلى جهة من يسمعه، وهذا المعنى في حق الله تعالى لا يراد به ظاهره، وإنما هو على سبيل التوسع على ما جرى به عرف التخاطب، والمراد به في حق الله تعالى إكرام القارئ، وإجزال ثوابه ."[2]

---

1 صحیح بخاری : رقم الحديث: 5024

2 الزیادۃ والاحسان فی علوم القرآن :3: 310

"امام قرطبی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: لفظ "الاَذَن" کا معنی ہے آواز کی جہت پر کان لگا کر (یعنی غور سے) سننے والا، اللہ تعالیٰ کے معاملے اس کا ظاہری معنی مراد نہیں لیا جا سکتا، علی سبیل التوسع اس کا معنی ہو گا مخاطب کا (متکلم کو) پہچاننا، اور اللہ کے حق میں اس کا معنی ہو گا قاری کی عزت واکرام کرنا اور اسے ثواب سے نوازنا۔"

امام سیوطی رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں:

"(يجهر به) أي: يحسن به صوته، وهو أحد الأقوال في تفسير "يتغنى". وقيل: المراد به: التحزن، وقيل: الاستغناء، وقيل: التشاغل -من "تغنى بالمكان" أقام به- وقيل: التلذذ والاستحلاء له، كما يستلذ أهل القلوب (أهل الطرب) بالغناء، وقيل: يجعله هجيراه كما يجعل المسافر والفارغ هجيراه الغناء، فيكون معنى الحديث: الحث على ملازمة القرآن، وأن لا يتعدى إلى غيره."[1]

"مذکورہ حدیث میں (يجهر به) کا معنی ہے اسے خوبصورت آواز سے پڑھے، اور "يتغنى" کی تفسیر میں جو اقوال وارد ہیں یہ ان میں سے ایک ہے۔ اس کے علاوہ یہ بھی کہا گیا ہے کہ اس سے مراد حزن وملال ہے، ایک قول ہے کہ اس کا معنی استغنا اختیار کرنا ہے، اور یہ بھی کہا گیا ہے کہ اس سے مراد گانے میں مشغول ہونا۔ اور یہ بھی معنی کیا گیا ہے کہ لذت اور مٹھاس حاصل کرنا، جس طرح اہل ذوق گانے سے لذت حاصل کرتے ہیں، اور یہ بھی کہا گیا ہے کہ اس کا معنی دلچسپی لینا ہے جس طرح مسافر اور فارغ شخص گانے میں دلچسپی لیتا ہے۔ اس طرح مذکورہ حدیث کا مطلب لوگوں کو قرآن سے جوڑنے کی ترغیب دینا، کہ وہ کسی دوسری طرف متوجہ نہ ہوں۔"

## بلا قصد موافقت

مقامات موسیقیہ یا نغمات موصوتیہ کا الزام بعض ان لوگوں پر بھی لگایا جاتا ہے جو محض معنی ومفہوم اور مدلول کو مد نظر رکھتے ہیں اور الفاظ کے زیر وبم کو اسی کے مطابق ڈھال کر پڑھتے ہیں، یعنی آیات وعدہ پڑھتے ہوئے صوتی تحسین میں وہ بات نمایاں ہو گی جو ان آیات کو متقاضی ہے۔ اگر آیات وعید کی تلاوت کرتے ہوئے آواز میں رقت نمایاں ہوتی ہے، حالانکہ ان کے پیش نظر موسیقیت اور نغمہ نہیں ہوتے، اسی کو بلا قصد موافقت کہتے ہیں۔

---

1 التوشيح شرح الجامع الصحيح: 7: 3187، رقم الحديث: 5024

بلا قصد موافقت میں قراءِ کرام اپنے فطری اور طبعی لہجات میں تلاوت فرماتے ہیں، انہیں ان غیر شرعی غیر مسنون، محدث اور مبتدع مقامات کا کوئی علم نہیں ہوتا۔ اس پر شر پسند عناصر ان قراءِ کرام کی تلاوتوں میں از خود مقامات موسیقیہ کو فٹ کرتے ہیں اور عوام الناس میں مشہور کرتے ہیں کہ دیکھو فلاں قاری فلاں مقام (مثلاً مقام نہاوند) میں تلاوت کر رہے ہیں، فلاں قاری مقام رست پڑھ رہے ہیں۔ یہ سراسر کذب اور افتراء ہے۔ انھوں نے حرم مکی و مدنی کے آئمہ کو بھی نہیں چھوڑا، حالانکہ ان آئمہ کی طرف سے بارہا مرتبہ مقامات میں پڑھنے کی تردید کی جاچکی ہے، جو علماء کمیٹی کے فتاوی جات میں موجود ہے۔ پھر استہزاء کے طور پر بعض جید قراء کرام کو نشانہ بنا کر ڈھال کے طور پر سامنے لایا جاتا ہے۔

اگر بلا قصد موافقت ہو جائے تو کوئی حرج نہیں، کیونکہ مقامات موسیقیہ میں پڑھنا ان کی نیت اور ارادہ میں شامل نہیں ہوتا۔ جب قاری کا مطلوب سراسر غنائیت و موسیقیت ہو، یا نغمہ و موسیقی کا لحاظ بہر صورت رکھا جائے اور قرآن حکیم یا قواعد تجوید و قراءت کو مقامات کے تابع کرنے کی کوشش کی جائے، تو یہ حرام علم کا فن مقدسہ جلیلہ کے ساتھ واضح ٹکراؤ ہے۔ لہٰذا یہ حرام اور قرآن حکیم کی توہین کے مترادف ہے۔

ضمناً بلا قصد موافقت کا ذکر کرنے کے بعد زیر نظر حدیث رسول ﷺ کے مفہوم کے متعلق مفسرین اور محدثین کی آراء درج ذیل ہیں:

«ليس منا من لم يتغن بالقرآن»

"وہ شخص ہم میں سے نہیں جو قرآن حکیم کی تلاوت کرتے ہوئے حسن الصوت کا خیال نہ رکھے۔"

یعنی قرآن حکیم کی تلاوت اچھے لہجہ میں کی جائے، اور حسن صوت کا قصد اسی نیت سے کرے کہ تلاوت قرآن میں اضافہ ہو، اور سامع کی طلب بڑھتی چلی جائے کہ قاری قرآن تلاوت کرتا جائے اور اس کی خوبصورت آواز سماعتوں کو جلا بخشتی رہے۔ حسن صوت نعمت خداوندی ہے جس کی تاثیر سے درج ذیل فوائد کا حصول ممکن ہے۔

مواعظ، نصائح و خطابت کے مواقع پر قرآن حکیم کی تلاوت تحسین صوت کا التزام لوگوں کو نور قرآن اور تاثیر قرآن سے منور کرنے کا سبب بنتا ہے، جس سے خشوع و خضوع اور رقت قلب جیسے فوائد حاصل ہوتے ہیں۔

حضور اکرم ﷺ کی زندگی اور اس کے بعد کے ادوار کا جب ہم جائزہ لیتے ہیں تو ہمارے سامنے بہت سی مثالیں آتی

ہیں، جن میں لوگوں نے تلاوت قرآن سے متاثر ہو کر اسلام قبول کیا، دلوں میں نرمی پیدا ہوئی اور گناہوں سے تائب ہوئے۔

خود نبی کریم ﷺ نے بعض صحابہ سے قرآن سننے کی فرمائش کی۔ امام ابن تیمیہ رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

"وَاللہ قد خلق الصَّوْت الْحسن وَجعل النُّفُوس تحبه وتلتذ بِهِ ، فَإِذا استغنا بذلك فِي اسْتِمَاع مَا امرنا باستماعه وَهُوَ كِتَابه وَفِي تَحْسِين الصَّوْت بِهِ كَمَا أمرنَا بذلك حَيْثُ قَالَ زَينُوا الْقُرْآن باصواتكم."[1]

"اور اللہ تعالیٰ نے خوبصورت آواز پیدا کی، اور دلوں میں اس کی محبت اور اس سے لذت حاصل کرنے کا جذبہ رکھ دیا، پس جب ہم مدد لیں گے، ان قواعد وضوابط سے قرآن پاک کے سماع میں، جس کا ہمیں حکم دیا گیا ہے۔"

دنیا میں ہزاروں نو مسلم ایسے ہیں، اور گزشتہ وقتوں میں بھی ایسی مثالیں موجود ہیں کہ جنھوں نے فقط تلاوت کلام پاک سن کر اسلام قبول کیا۔ یہاں ماضی قریب کے چند واقعات کا ذکر کیا جاتا ہے:

شیخ رفعت رحمۃ اللہ علیہ جنہیں ملت اسلامیہ کے بہترین قاری ہونے کا اعزاز حاصل ہے، نے ایک جگہ تلاوت فرمائی، جسے سن کر ایک انگریز پائلٹ نے فوراًانہی کے ہاتھ پر اسلام قبول کر لیا۔

اسی طرح دورہ امریکہ کے دوران شیخ محمود خلیل مصری نے تلاوت فرمائی، اور ان کی تلاوت سننے کے بعد اٹھارہ مرد وخواتین نے اسلام قبول کیا۔ ان قراء عظام کی حسن صوت اور حسن ادا کا نتیجہ ہی تھا کہ ان حضرات کے دل میں نور ایمان کی روشنی پیدا ہوئی، کیونکہ یہ لوگ مسنون عربی لہجات میں تلاوت فرماتے تھے۔

بعض حضرات تلاوت کرتے ہیں لیکن تاثیر سے خالی ہوتی ہے، اس کی وجہ یہ ہوتی ہے کہ اس میں حسنِ صوت اور حسنِ ادا جو فن تجوید و قراءات کے نتیجے میں پیدا ہوتی ہے، کا اہتمام نہیں کیا جاتا۔ حسنِ صوت اور حسنِ ادا میں آلات موسیقیہ کا استعمال کرنا اور قرآنی آیات کو اس کے مطابق ڈھالنا حسنِ صوت اور حسنِ ادا کہلانے کا قطعاً حقدار نہیں، بلکہ یہ تلاوت قرآن میں حرام امور کی آمیزش ہے۔

امام ابن تیمیہ رحمۃ اللہ علیہ صحابہ کرام کے متعلق فرماتے ہیں:

---

1 الاستقامة: 1: 342

"كَانُوا يستعملون الصَّوْت الْحسن ويجعلون التذاذهم بالصوت الْحسن عونا لَهُم على طَاعَة الله وعبادته باستماع كِتَابه."[1]

"(صحابہ کرام رضی اللہ عنہم) حسن صوت سے قرآن حکیم کی تلاوت فرماتے، اس کی شیرینی اور لذت ان کے لیے اللہ کی اطاعت وعبادت میں معاون ہوتی تھی۔"

رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے بھی امت کو حسن صوت سے تلاوت کرنے کی رغبت دلائی۔

عَنْ الْبَرَاءِ بْنِ عَازِبٍ قَالَ قَالَ رَسُولُ الله ﷺ «زَيِّنُوا الْقُرْآنَ بِأَصْوَاتِكُمْ»[2]

"سیدنا براء بن عازب رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "اپنی آوازوں سے قرآن کو زینت دو۔"

عَنِ الْبَرَاءِ بْنِ عَازِبٍ، قَالَ: سَمِعْتُ رَسُولَ اللهِ ﷺ يَقُولُ:«حَسِّنُوا الْقُرْآنَ بِأَصْوَاتِكُمْ فَإِنَّ الصَّوْتَ الْحَسَنَ يَزِيدُ الْقُرْآنَ حُسْنًا.»[3]

"سیدنا براء بن عازب رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "اپنی آوازوں سے قرآن کو زینت دو، بلاشبہ خوبصورت آواز قرآن کے حسن میں اضافہ کر دیتی ہے۔"

قَالَ أَبُو عُبَيْدَةَ: كَانَ ابْنُ مَسْعُودٍ يَقُولُ:«إِنَّ الصَّوْتَ الْحَسَنَ زِينَةُ الْقُرْآنِ»[4]

"ابو عبیدہ رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں کہ عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہما فرمایا کرتے تھے: بلاشبہ خوبصورت آواز قرآن کا حسن ہے۔"

اس سلسلہ میں بہت سی احادیث وارد ہوئی ہیں، جنہیں طوالت کے خوف سے یہاں نقل نہیں کیا جاسکتا۔

ایک اہم سوال: کیا "يتغن/ يتغنى" سے مراد غنا یا موسیقیت ہے؟۔ مذکورہ حدیث کو اگر مکمل پڑھا جائے تو یہ بات واضح ہوتی ہے کہ اس لفظ سے مراد اسلاف، متقدمین ومتاخرین نے (يجهربه) اور (يحسن صوته) لیا ہے، نہ کہ نغمہ وموسیقی۔

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ يَبْلُغُ بِهِ النَّبِيَّ ﷺ قَالَ مَا أَذِنَ اللهُ لِشَيْءٍ مَا أَذِنَ لِنَبِيٍّ يَتَغَنَّى بِالْقُرْآنِ.[1]

1 الاستقامة :1: 342
2 سنن ابو داؤد: رقم الحديث: 1468
3 شعب الايمان للبيهقي : رقم الحديث : 1955
4 شعب الايمان للبيهقي : رقم الحديث : 1955

”حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فریا:”اللہ تعالیٰ نے (کبھی) کسی چیز پر اس قدر کان نہیں دھرا (یعنی توجہ سے نہیں سنا) جتنا خوش الحانی سے قراءت کرنے والے نبی (کی آواز) پر کان دھرا۔“

## ”تغن بالقرآن“ کا دوسرا مفہوم

حدیث:«لیس منا من لم یتغن بالقرآن » کا دوسرا مفہوم یہ سمجھا جاتا ہے کہ کلام الٰہی کے ساتھ مستغنی ہو جانا یعنی قرآن حکیم ایسی نعمت خداوندی ہے، جسے حاصل ہو جائے، وہ سب سے زیادہ غنی ہے، اسے دنیا کے مال و متاع اور جاہ و چشم کے لالچ سے مستغنی ہو جانا چاہیے۔ اگر وہ اس نعمت عظمیٰ کے حصول کے بعد بھی دنیوی مال و منال سے مستغنی نہیں ہوتا، تو وہ ہم میں سے نہیں ہے۔

## ”تغن بالقرآن“ کا تیسرا مفہوم

اس لفظ سے مراد قرآن حکیم میں کما حقہ مشغول ہونا ہے۔ یعنی جسے اللہ اپنا دین اور قرآن کی سمجھ اور علم عطا کرے، اسے چاہیے کہ وہ تمام دنیا کے امور پر اشتعال فی القرآن کو ترجیح دے۔ کیونکہ مشغول فی القرآن والوں کے لیے احادیث میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم دنیا و اخرت کی بشارت اور کامیابی کا وعدہ دیا ہے، اور انھیں بہترین لوگ قرار دیا ہے۔ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

«خَيْرُكُمْ مَنْ تَعَلَّمَ القُرْآنَ وَعَلَّمَهُ»[2]

”تم میں بہترین وہ ہے جو قرآن پڑھتا ہے، اور پڑھاتا ہے۔“

## تغن بالقرآن کا چوتھا مفہوم

بعض لوگ اس سے مراد نغمات صوتیہ و موسقیۃ یا مقامات قرآنیہ لیتے ہیں اور اس سلسلے میں احادیث و آثار کی مختلف توجیہات پیش کرتے ہیں، مثلاً:

مذکورہ حدیث میں لفظ ”یتغن“ سے مراد غنا لینا اس سلسلہ میں انہوں نے صحابہ کرام، تابعین اور سلف

1 صحیح مسلم: رقم الحدیث: 1845

2 صحیح بخاری : رقم الحدیث: 5027

صالحین کے بعض اقوال واثار کو بغیر سیاق وسباق پیش کیا۔ مثلاً

1. سئل عطاء بن أسلم عن القرءاة على الغناء قال و مابأس ذلك

2. كان الامام ابو حنيفة و أصحابه يسمعون القرآن بالالحان

3. قال ابن المبارك و النضربن شميل :التغنى باالقرآن هو تحسين الصوت به والترجيع بقراءته.

4. قال الشافعى :ولا باس باالقراءة بالالحان بأى وجه ما كان.

اسی طرح انہوں نے حضرت عمر فاروق، عبد اللہ ابن عباس رضی اللہ عنہم اور مذکورہ اصحاب کے علاوہ فورانی، ابن عربی، ابن جریر طبری، سرخسی، غزالی، کرمانی، بدر الدین عینی حنفی، ابن نجم مصری، ابن عابدین، شمس الدین سخاوی، محمد رشید رضا شنقیطی، لبیب سعید، عبد الرحمن المکی اور پاک وہند کے نامور قراء میں سے قاری محمد شریف و قاری اظہار احمد التھانوی رحمۃ اللہ علیہم پر بھی اتہام رکھا کہ انہوں نے غنائیت اور موسیقیہ کے ساتھ قرآن پڑھنے کو جائز قرار دیا ہے۔

لفظ (الحان) سے اپنی مرضی کا مطلب نکالا، اسی طرح لفظ (تغن) کی توجیہات من گھڑت کیں، تاکہ قرآن میں غنائیت وموسقیت کو ثابت کر سکیں۔ العیاذ با اللہ

مزعوم مقامات سبعہ موسیقیہ غیر متواتر وغیر مستند کے مدعیان اس زعم باطل میں مبتلا ہیں کہ وہ اپنے تیں قرآن حکیم کی خدمت کا فریضہ سرانجام دے رہے ہیں، جبکہ حقیقت یہ ہے کہ مقامات سبعہ قرآنیہ کے نام سے موسوم کیے جانے والے اس فن کی بنیاد ہی وہ مقامات سبعہ موسیقیہ وصوتیہ ہیں جن کا ملخص "صنع بسحرک" ہے۔

ان مقامات کا دارومدار مکمل طور پر موسیقی پر ہے۔ ماضی قریب مثلاً گزشتہ 50 برسوں کا جائزہ لیا جائے تو ان سات مقامات کا تذکرہ کہیں نہیں ملتا۔ ان کا غلغلہ پچھلے دس سالوں سے ہے۔ اس سے یہ بات مترشح ہوتی ہے کہ یہ بدعت ہے، غیر متواتر وغیر مستند ہے۔

ہمارے دین متین کا اور اس سے جڑے ہوے تمام تر لٹریچر کا دارو مدار منقولات پر ہے، جو تواتر واستناد سے سینہ بسینہ اور صدی بصدی منقول ہو کر ہم تک پہنچا ہے۔

صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے نبی کریم صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم سے قرآن تلقی اور مشافہ سے سیکھا اور بعد ازاں امت کو سکھلایا۔ قرآن حکیم کا رسم، صوتیات، نقط، زیر، زبر، پیش، مدات، شدات اور ان کی مقدار، غرضیکہ ہر ہر چیز صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے

رسول اکرم ﷺ سے اخذ کی۔اور بعینہ یہ سب چیزیں تواتر اسناد سے منقول ہو کر ہم تک پہنچی ہیں۔اگر غنائیت یا موسقیت یامقامات سبعہ میں قرآن پڑھنے کی ضرورت تھی تو نبی کریم ﷺ نے صحابہ کو کیوں نہ سکھایا؟۔مقامات سبعہ موسیقیہ میں قرآن حکیم پڑھنے کی ترغیب کیوں نہ دی؟

بس وہ ایک حدیث

«ليس منا من لم يتغن باالقرآن»

کی غلط توجیہات وتاویلات کرکے عوام الناس کو دھوکہ دیا جارہا ہے۔

ملا علی بن سلطان محمد القاری رحمۃ اللہ علیہ الحان اہل الفسق والفجار کی تعریف کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

"واما ألحان أهل الفسق فالانغام المستفاد من القواعد الموسيقية، و ألحان العرب هى القراءة بالطبائع ولاصوات السليقية." [1]

"اہل فسق وفجور کے الحان سے مراد وہ ہیں جو قواعد موسیقیہ سے مستفاد ہیں، جبکہ الحان عرب بالطبع قراءت اور سلیقہ شعار آواز کا نام ہے۔"

قواعد موسیقیہ اور مقامات لازم وملزوم ہیں، بلکہ مقامات کا مدار ہی موسیقیت پر ہے۔اسمیں آواز کو گھمانا، مترنم غنائیت کا التزام کرنا، حروف چبانا، قواعد موسیقیہ کے تحت بے جا اور بے موقع ومحل حروف کو لمبا کرنا یا گھٹانا، یہ سراسر قواعد تجوید اور قراءات متواترہ کے خلاف ہے۔

قاری تلاوت روایت حفص میں کررہا ہوتا ہے، مگر اس کی مدات کی مقدار روایت ورش وامام حمزہ والی ہوتی ہے۔

عربیت اور عربی لغت ونطق اور لب ولہجہ کے خلاف پڑھنا وغیرہ شامل ہیں۔

امام السخاوی رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں:

"معنى التطريب : هو أن يترنم القارى بالقرآن و ينغم به فيمد فى غير موضع المد، ويزيد فيه على ما ينبغى من أجل التطريب. فيأتى بمالا تجيزه العربية وهذا الضرب من القراءة كثير فى القراء." [2]

"تطریب کا معنی یہ ہے کہ قاری قرآن مجید ترنم اور غناء کے ساتھ پڑھے، اور ایسی جگہ پر مد کرے

---

1 المنح الفكرية شرح مقدمة الجزرية: رقم الحديث : 22

2 جمال القرآن ، از امام السخاوى : رقم الحديث: 528

جہاں مد نہیں ہوتی، اور اپنی طرز کے حساب سے مد میں اضافہ کرے، وہ تلاوت میں ایسی چیزیں لاتا ہے، جو عربی میں موجود ہی نہیں ہیں۔اور قراء کی قراءت میں ایسی کئی مثالیں موجود ہیں۔"

## مقامات موسیقیہ علماء کی نظر میں

قرآن حکیم کو قواعد موسیقیہ کے مطابق (جنھیں مقامات سبعہ صوتیہ اور موسیقیہ کہتے ہیں) پڑھنے کی احادیث میں صراحت کے ساتھ ممانعت ثابت کرنے کے بعد۔اب ہم اس سلسلے میں آئمہ علام اور علمائے سلف کے اقوال بھی درج کرتے ہیں۔

عَنْ عَبْسَ الْغِفَارِيِّ قَالَ: إِنِّي سَمِعْتُ رَسُولَ اللهِ ﷺ يَقُولُ:«بَادِرُوا بِالْمَوْتِ سِتًّا: إِمْرَةَ السُّفَهَاءِ، وَكَثْرَةَ الشُّرَطِ، وَبَيْعَ الْحُكْمِ، وَاسْتِخْفَافًا بِالدَّمِ، وَقَطِيعَةَ الرَّحِمِ، وَنَشْوًا يَتَّخِذُونَ الْقُرْآنَ مَزَامِيرَ يُقَدِّمُونَهُ يُغَنِّيهِمْ، وَإِنْ كَانَ أَقَلَّ مِنْهُمْ فِقْهًا.»[1]

"حضرت عبس الغفاری کہتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے سنا ہے: چھ چیزوں سے پہلے موت کی جلدی کرو: بے وقوف لوگوں کی حکومت، پولیس کی کثرت، عدالتی فیصلوں کی خرید وفروخت، انسانی خون کی ارزانی، قطع رحمی، اور قرآن مجید کو سازوں کے ساتھ پڑھا جانا عام ہو جائے، جبکہ ان میں قرآن کو سمجھنے والے کم ہوں گے۔"

«اتَّقُوا اللهَ يَا مَعْشَرَ الْقُرَّاءِ، وَخُذُوا طَرِيقَ مَنْ كَانَ قَبْلَكُمْ، فَوَاللهِ لَئِنِ اسْتَقَمْتُمْ لَقَدْ سَبَقْتُمْ سَبْقًا بَعِيدًا، وَلَئِنْ تَرَكْتُمُوهُ يَمِينًا وَشِمَالًا لَقَدْ ضَلَلْتُمْ ضَلَالًا بَعِيدًا.»

[2]

"اے قراء کی جماعت! اللہ سے ڈرتے رہو، اور اپنے سے پہلے لوگوں کا طریقہ اختیار کرو، اللہ کی قسم اگر تم اس پر گامزن رہو گے، تو بہت آگے چلے جاؤ گے، اور اگر تم نے اسے ترک کر کے تھوڑا سے بھی دائیں بائیں ہو گے، تو یقیناً تم دور کی گمراہی میں گھر جاؤ گے۔"

قال علی: إن رسول الله ﷺ يأمركم أن تقرؤا كما علّمتم.[3]

"حضرت علی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: بلاشبہ رسول اللہ ﷺ تمھیں حکم دیتے ہیں کہ قرآن اسی طرح

---

1 مسند أحمد، عن عُلَيم : رقم الحديث: 16040

2 الزهد لإبن مبارك : رقم الحديث:47

3 مسند أحمد عن على :رقم الحديث :832 ۔ صحيح

پڑھو، جس طرح تمھیں سیکھایا گیا ہے۔"

وعن محمد ابن المنکدر قراءة القرآن سنة ، يأخذها اللآخر عن الأول ۔[1]

"حضرت محمد بن المنکدر رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: قراءت قرآن پہلے لوگوں کے طریقہ کے مطابق ہے، جسے ہر بعد والا پہلے والے سے لیتا ہے۔"

"رُوِيَ عَنْ سَعِيدِ بْنِ الْمُسَيَّبِ أَنَّهُ سَمِعَ عُمَرَ بْنَ عَبْدِ الْعَزِيزِ يَؤُمُّ النَّاسَ فَطَرَّبَ فِي قِرَاءَتِهِ، فَأَرْسَلَ إِلَيْهِ سَعِيدٌ يَقُولُ: أَصْلَحَكَ اللهُ! إِنَّ الْأَئِمَّةَ لَا تَقْرَأُ هَكَذَا. فَتَرَكَ عُمَرُ التَّطْرِيبَ بَعْدُ."[2]

"حضرت سعید بن مسیب رحمۃ اللہ علیہ نے سنا کہ حضرت عمر بن عبد العزیز رحمۃ اللہ علیہ جماعت کراتے ہوئے طرز لگاتے ہیں، تو سعید بن مسیب نے ان کی طرف پیغام بھیجا: اللہ تعالیٰ آپ کی اصلاح فرمائے، بلاشبہ (پہلے) آئمہ ایسے قراءت نہیں کرتے تھے، تو حضرت عمر بن عبد العزیز رحمۃ اللہ علیہ نے اس کے بعد گا کر پڑھنا چھوڑ دیا۔"

"وَرُوِيَ عَنِ الْقَاسِمِ بْنِ مُحَمَّدٍ: أَنَّ رَجُلًا قَرَأَ فِي مَسْجِدِ النَّبِيِّ ﷺ فَطَرَّبَ، فَأَنْكَرَ ذَلِكَ الْقَاسِمُ وَقَالَ يَقُولُ اللهُ عَزَّ وَجَلَّ:﴿وَإِنَّهُ لَكِتَابٌ عَزِيزٌ. لَا يَأْتِيهِ الْبَاطِلُ مِنْ بَيْنِ يَدَيْهِ وَلَا مِنْ خَلْفِهِ﴾[3]

"حضرت قاسم بن محمد (بن ابی بکر) سے روایت ہے کہ ایک شخص مسجد نبوی میں گا کر تلاوت کرتا تھا، تو قاسم نے اس پر نکیر کی، اور فرمایا: اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے: "بلاشبہ وہ غالب کتاب ہے، کوئی باطل اس میں داخل ہو سکتا ہے، اور نہ پیچھے سے۔"

1. حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کی روایت میں اسے واضح طور پر بدعت کیا گیا ہے۔
2. قراء کرام کو تلاوت قرآن حکیم کرنے کے سلسلہ میں اللہ رب العزت کے تقویٰ اور اس طریق پر چلنے کی وصیت کی گئی ہے، جس پر صحابہ، تابعین، آئمہ اور سلف صالحین گامزن رہے ہیں۔ کیونکہ جب تک ان کے

---

1 سنن سعيد بن منصور، فضائل القرآن : 66
2 تفسير القرطبى ، باب كيفية التلاوة :1: 10
3 حم سجدة: 41،42

طریق پر رہیں گے حق پر رہیں گے اس سے دوری ضلالت اور گمراہی کا شاخسانہ ہے۔

3. قرآن حکیم کی تلاوت اسی لب ولہجہ اور صوتی محاسن کو مدنظر رکھ کر کی جانی چاہیے، جیسے صحابہ کرام کو سکھلایا گیا۔

4. قراءۃِ قرآن حکیم سنت متواترہ ہے۔ یہ نبی کریم سے تواتر کے ساتھ منقول ہو کر ہم تک پہنچی ہے۔ اور اسے اسی طرح پڑھنے کا حکم دیا گیا ہے۔

5. اس مبتدع فن کا چند سال پہلے وجود نہ تھا اس کے مطابق آلات موسیقیہ پر ترتیب دی گئی دھنوں پر بیٹ لگا کر قرآن حکیم کی تلاوت کرنا، حدیث رسول (اقراؤ ا کما علمتم) کی صریح خلاف ورزی ہے۔

6. سید التابعین حضرت سعید ابن المسیب نے جب سنا کہ حضرت عمر بن عبد العزیز رحمۃ اللہ علیہ امامت کرواتے ہوئے تلاوت قرآن میں تطریب کی رعائیت کرتے ہیں، تو انہوں نے حضرت عمر بن عبد العزیز رحمۃ اللہ علیہ کو تنبیہ فرمائی کہ اللہ رب العزت آپ کی اصلاح فرمائے امام کو روا نہیں کہ وہ قرآن حکیم کی تلاوت اس اسلوب سے کرلے اس کے بعد عمر بن عبد العزیز نے تطریب کو ترک کر دیا۔

7. قاسم بن محمد بن ابو بکر صدیق بیان کرتے ہیں کہ ایک شخص نے مسجد نبوی میں قرآن حکیم کی تلاوت کی اور تطریب کا التزام کیا، قاسم بن محمد رحمۃ اللہ علیہ نے اس بات کو برا سمجھا اور مذکورہ آیات تلاوت فرمائیں، یعنی انھوں نے تطریب کو مذکورہ آیت کے خلاف سمجھا۔

مندرج بالا روایات کے متعلق عظیم مفسر، محدث اور مورخ علامہ ابن کثیر رحمہ اللہ فرماتے ہیں۔

"هَذِهِ طُرُقٌ حَسَنَةٌ فِي بَابِ التَّرْهِيبِ، وَهَذَا يَدُلُّ عَلَى أَنَّهُ مَحْذُورٌ كَبِيرٌ، وَهُوَ قِرَاءَةُ الْقُرْآنِ بِالْأَلْحَانِ الَّتِي يُسْلَكُ بِهَا مَذَاهِبَ الْغِنَاءِ، وَقَدْ نَصَّ الْأَئِمَّةُ، رَحِمَهُمُ اللَّهُ، عَلَى النَّهْيِ عَنْهُ، فَأَمَّا إِنْ خَرَجَ بِهِ إِلَى التَّمْطِيطِ الْفَاحِشِ الَّذِي يَزِيدُ بِسَبَبِهِ حَرْفًا أَوْ يَنْقُصُ حَرْفًا، فَقَدِ اتَّفَقَ الْعُلَمَاءُ عَلَى تَحْرِيمِهِ، وَاللهُ أَعْلَمُ."[1]

"ڈرانے کے لیے یہ طریقے اچھے ہیں، اور یہ دلالت کرتے ہیں کہ بہت زیادہ خطرناک ہے، اور وہ یہ ہے کہ قرآن مجید کو الحان سے پڑھا جائے، جس طریقے پر گانا گانے والے پڑھتے ہیں، اور اس پر

1 تفسیر ابن کثیر، مقدمة 1: 65

آئمہ نے اس سے منع پر نص پیش کی ہے۔ اگر قاری اس روش پر چلتے ہوئے قرآن حکیم کے حروف، تجوید و قراءات متواترہ کے علاوہ کمی یازیادتی کامرتکب ہو، تواس کے حرام ہونے پر تمام علماء کااتفاق ہے۔"

اس امر کا بارہامتعدد روایات میں ذکر ہے کہ آوازیں گھمانے، بے جاحروف کولمباکرنے اور غنائیت کی آمیزش جس کی بنیاد موسیقیت ہو کو احادیث میں ممنوع اور حرام قرار دیا گیاہے۔ اس کے علاوہ احادیث مبارکہ میں وعید بڑی وضاحت کے ساتھ موجود ہے کہ قیامت کے روز بعض قراء کو اللہ رب العزت کے حضور پیش کیاجائے گا، اوران سے پوچھاجائے گا کہ اپنی عمر کس کام میں گزاری؟۔ وہ عرض کرے گا: یااللہ! میں نے قرآن سیکھا، تمام عمر قرآن حکیم کی خدمت میں گزاری، اورایسے تلاوت کرتارہا۔ اللہ کریم فرمائیں گے: تو جھوٹاہے، تونے توقرآن مجید دنیاوی نفع اور مخلوق کی طرف سے مدح وستائش کے لیے پڑھا اور پڑھایا۔ آج تیرے لیے میرے پاس کوئی اجر ثواب نہیں۔ اور فرشتوں کو حکم دیاجائے گا کہ اسے جہنم میں ڈال دیاجائے۔[1]

مقامات کے اغراض ومقاصد پر غور کیاجائے تو اس کے پس پردہ دنیاوی منفعت ولالچ اور مدح وستائش ہی ہے، تاکہ عوام الناس تلاوت سن کر عش عش کراٹھیں اور زیادہ معاوضہ حاصل ہو۔

جبکہ قرآن کتاب ہدایت ہے۔ اس میں انسان کی دنیاوی واخروی زندگی کی بھلائیاں مضمر ہیں، اس کی تلاوت مسنون، بلاتکلف وتصنع، خشوع وخضوع سے بھرپور ہو، تاکہ رقت قلب اور فہم تدبر وتفکر جیسے فوائد حاصل ہوں، جواصل مطلوب ومقصود ہے۔

ایسے حرام اور غیر شرعی امور کاارتکاب کرتے ہوئے قاری اور سامعین کی توجہ اصل مطلوب ومقصود سے ہٹ کر، اس امر پر مبذول رہتی ہے کہ قاری نے علم موسیقی کے راگ اور اوزان میں سے کس کاالتزام کیاہے؟، یا کس کاالتزام نہیں کیا؟

اب قاری نے قرار پڑھا؟

اب جواب القرار پڑھا؟

---

1 صحيح مسلم : رقم الحديث : 1905

اب جواب الجواب پڑھا؟

کیامذکورہ بالاانداز تلاوت [اقرء کما علمتم] کامصداق ہے؟

" روى ابن القاسم عن الإمام مالك أنه سئل عن الاحان فى الصلاة، فقال التعجبنى وقال إمما هو غناء، يتغنون به ليأخذو عليه الدراهم."

"ابوعبداللہ عبدالرحمن بن القاسم العتقی مصری (جو امام مالک رحمۃ اللہ علیہ کے صواحب میں سے ہیں) نے امام مالک سے نماز میں الحان سے متعلق سوال کیا۔ انہوں نے جواب دیا کہ وہ تو گانا ہے، جسے لوگ اس لیے گاتے ہیں کہ لوگوں سے درہم ودنیار حاصل کریں۔"

یہ حد درجہ قابل افسوس ہے کہ قرآن حکیم کی تلاوت مدح وستائش یا روپیہ حاصل کرنے کے لیے کی جائے۔ قاری قرآن کا ذکر بطور خاص احادیث میں بیان کیے جانے کی جو حکمت سمجھ میں آتی ہے، وہ یہی ہے کہ تلاوت قرآن کرتے ہوئے قاری کے دل میں جاہ و حشمت، مدح وتوصیف اور مال کا لالچ پیدا ہونے کا یقینی اندیشہ ہوتا ہے۔

اس خیال قبیحہ ومذموم کا تعلق دل اور نیت سے ہے۔ مذکورہ مقاصد کی تکمیل کے لیے وہ قراءت قرآن میں ایسے حرام اور غیر شرعی امور کی آمیزش کا مرتکب ہوتا ہے، تو ساری زندگی کی خدمت قرآن، تعلیم وتعلم اور تلاوت قرآن حصولِ جنت کا ذریعہ بننے کی بجائے جہنم میں جانے کا سبب بن سکتی ہے۔

قراءتِ قرآن حکیم کے ساتھ ساتھ اذان میں الحان فسوق وفجار کی آمیزش کو واضح طور پر بدعت قرار دیتے ہوئے ابن بطر العبکری فرماتے ہیں۔

"إن من البدع قراءة القرآن والاذان بالالحان و تشبهها بالغناء."

"قرآن مجید یا آذان کو الحان یا گانے کے مشابہ پڑھنا بدعت ہے۔"

عَنْ أَيُّوبَ قَالَ: حَدَّثَنِي بَعْضُ آلِ سَالِمِ بْنِ عَبْدِ اللهِ قَالَ: قَدِمَ سَلَمَةُ الْبَيْذَقُ الْمَدِينَةَ فَقَامَ يُصَلِّي بِهِمْ فَقِيلَ لِسَالِمٍ: لَوْ جِئْتَ فَسَمِعْتَ قِرَاءَتَهُ، فَلَمَّا كَانَ بِبَابِ الْمَسْجِدِ سَمِعَ قِرَاءَتَهُ, رَجَعَ فَقَالَ: غِنَاءٌ غِنَاءٌ.[1]

"حضرت ایوب رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ سالم بن عبداللہ کے خاندان کے ایک آدمی نے مجھے بیان کیا، کہ

---

1 سنن الدارمي ،فضائل القرآن ، باب التغنى بالقرآن : رقم الحديث: 3538

سلمہ البیذق مدینہ منورہ آئے، اور لوگوں کو نماز پڑھائی۔ سالم سے کہا گیا: کاش آپ مسجد میں آکر اس کی قراءت سنیں، پس جب وہ مسجد کے دروازے پر آئے اور اس کی قراءت سنی، تو یہ کہتے ہوئے لوٹ گئے: یہ تو گانا ہے، یہ تو گانا ہے۔"

شیخ الاسلام ابن تیمیہ رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

" فَلَا يسوغ أَن يقْرَأ الْقُرْآن بألحان الْغناء وَلَا أَن يقرن بِهِ من الألحان مَا يقرن بِالْغنَاءِ من الْآلَات وَغَيرهَا."[1]

"پس قرآن کی تلاوت گانے کی طرز میں نہیں کرنی چاہیے، اور نہ ایسی طرز میں جو آلات موسیقی سے ملتی ہو۔"

مزید لکھتے ہیں:

"قراءة القرآن بصفة التلحين الذي يشبه تلحين الغناء مكروه مبتدع، كما نص على ذلك مالك والشافعي وأحمد وغيرهم من الأئمة."[2]

" قرآن مجید کو گانے کی مشابہ طرز میں پڑھنا مکروہ اور بدعت ہے۔ جیسا کہ اس پر آئمہ میں سے مالک، شافعی، اور احمد نے نص ذکر کی ہے۔"

آغاز میں اس امر کی وضاحت کی گئی ہے کہ مقامات کا وجود ہی موسیقیت اور آلات موسیقیت سے ہے، جسے عوام الناس کو دھوکہ دینے کے لیے مقامات قرانیہ یا مقامات صوتیہ / نغمات صوتیہ کے نام سے سکھایا اور پیش کیا جاتا ہے۔ انٹرنیٹ کے اس دور میں آپ سرچ کریں، تو آپ کو صبا، نہاوند، عجم، بیات، سیکا، حجاز، رست اور کرد وغیرہ کے نام ہی ملیں گے، جو مقامات موسقیہ اور مزعومہ قرآنیہ (نعوذ باللہ) دونوں میں یکساں ہیں۔

شیخ الاسلام ابن تیمیہ رحمۃ اللہ علیہ کے مذکورہ فتاویٰ کا نچوڑ بھی یہ ہے کہ قرآن کے مقدس لحون میں لحون الغناء کی ملاوٹ نہ کی جائے، اور نہ ہی آلات موسقیہ سے ترتیب دی گئی موسیقیت کی دھنوں اور بیٹ لگا کر تلاوت قرآن حکیم کی جائے۔ ایسا کرنے والا شخص آئمہ اربعہ کے نزدیک بالاتفاق دین میں ایک نئی روش پیدا کرنے والا ہے۔

---

1 الاستقامة :1: 246

2 المستدرك على مجموع فتاوى شيخ الإسلام:3: 105

## اس میں برا کیا ہے؟

مقامات موسیقیہ کے داعیوں سے جب دلائل اور تواتر واستناد سے متعلق استفساء کیا جاتا ہے تو جواباً سب سے بڑی دلیل دیتے ہیں، سوائے اس بات کے، کہ ان مقامات میں حرج ہی کیا ہے؟ یاالٹا چور کو توال کو ڈانٹے کے مصداق بہت ڈھٹائی سے کہتے ہیں مانعین مقامات موسیقیہ بتائیں کہ ان سے منع کہاں کیا گیا ہے؟۔

جواباً عرض ہے کہ اس میں سب سے بڑا حرج یہی ہے کہ اگر ان چیزوں کی ضروت ہوتی (یعنی آوازوں کو گھمانا، حروف کو بے جالمبا کرنا، حروف کو چبنا، کیونکہ جب بیٹ لگنی ہے، تولا محالہ آواز کو کھینچنا پڑتا ہے اور اس کی مقدار تجوید و قراءات کی مخصوص مقداروں کے مقابلے میں کم یا زیادہ ہوتی ہیں اور فن کا فن سے ٹکراؤ لازم آتا ہے۔

رسول اللہ ﷺ کے افعال، اقوال اور تقاریر اور اس کے بعد اقوال صحابہ و تابعین یعنی خیر القرون سے ایسی کوئی مثال نہیں ملتی، تو پھر ہمیں قرآن حکیم سے نعوذ باللہ ایسے کھلواڑ کرنے اور لہو و لعب کی آمیزش کرنے کی ضرورت کس مجبوری کے تحت پیش آئی؟؟؟

## فن تجوید و قراءات میں سلف صالحین کی احتیاط

قرآن حکیم کے الفاظ محفوظ اور مأمون ہیں اور تسلسل کے ساتھ سند اور تواتر کے ساتھ نبی کریم ﷺ سے منقول ہو کر ہم تک پہنچے ہیں، اسی طرح صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے دور سے لیکر آج تک، ہر دور میں آئمہ قراء مشائخ وغیرہ نے اس کی صوتی حفاظت کا بھی مکمل اہتمام فرمایا ہے۔ کلام پاک کے صوتی محاسن، مسنون لہجات کی رعائیت کرتے ہوئے اپنے اساتذہ کو ہر ہر امام (قراء سبعہ عشرہ) کی الگ الگ قراءۃ میں بار بار سناتے، تاکہ حروف کی صفات اور مخارج سے حروف کے نطق کے حق اور مستحق کو کما حقہ ادا کر سکیں۔ علم تجوید و قراءات ایک کامل و اکمل علم ہے، جس میں حروف کی عمدہ ترین ادائیگی کے وہ تمام قواعد موجود ہیں، جو تلاوتِ کلام اللہ کو متقاضی ہیں۔

اتنے مبارک فن کی موجودگی جس میں تمام تر چیزوں (صفات لازمہ و عارضہ، حرکات و مدات، سکون وشدات اور وقوف وابتداء) کی معرفت بلا تعسف و تکلف موجود ہیں، اور لفظ تجوید کا معنی ہی تحسین وعمدگی کے ہیں، جس کی ترویج واشاعت کے لیے سلف صالحین نے اپنی زندگیاں صرف کرڈالیں۔ ان کی بلند ہمتی کا عالم یہ تھا کہ وہ طرق اور روایات کو الگ الگ پڑھتے، تاکہ فن میں مہارت تامہ حاصل ہو جائے۔ پانچویں صدی کے آغاز تک یہی مروج تھا۔ اس کے بعد طرق روایات اور قراءات کو جمع کرکے پڑھنے کا طریقہ شروع ہوا، مگر سلف آئمہ متقدمین

اور قراءِ متاخرین اس میں حد درجہ محتاط تھے کہ بعض اسے مکروہ جانتے۔

مبتدی طالبعلم کو پہلے پہل روایات کو الگ الگ پڑھاتے جب خوب ماہر ہو جاتا، پھر جمع کی اجازت دیتے، مثلاً قالون ،ورش، خلف، خلاد کی روایات بھی الگ الگ پڑھاتے۔

قاری فتح محمد پانی پتی رحمۃ اللہ علیہ "عنایات رحمانی" کے مقدمہ میں علامہ جزری کا واقعہ نقل کرتے ہیں: "جب میں دمشق کے شیوخ سے افراداً قراءات پڑھ چکا تو میں نے استاد امین عبدالوہاب کو ابو عمرو اور حمزہ کی قراءات ایک ایک ختم میں سنا کر تمام قراءت جمعاً پڑھنے کی درخواست کی، انہوں نے انکار کر دیا اور فرمایا چونکہ تم نے مجھے تمام قراءات افراد نہیں سنائیں، اس لیے میں جمعاً پڑھنے کی اجازت نہیں دے سکتا۔ حالانکہ امام جزری رحمۃ اللہ علیہ فن کے امام تھے۔

آج کے ناعاقبت اندیش اور شر پسند عناصر نے تساہل کا مظاہرہ کیا ہے۔ وہ یقینا امت اسلامیہ کی طرف سے قابل گرفت ہے، اور بفضل اللہ ہر فورم پر دنیا کے جید علماء ومشائخ کی طرف سے ان عناصر کارد کیا جارہا ہے۔ اس حوالے سے عالمی مشائخ عظام کے فتاویٰ جات بھی موجود ہیں، جو مضمون کے آخر میں بطور استشہاد لف کر دیئے گئے ہیں۔

## قابل توجہ بات

مقامات سکھانے والے تمام افراد جنھیں آپ نیٹ پر ملاحظہ فرماسکتے ہیں، یہ اس غیر مسنون علم کی ترویج واشاعت کے ساتھ ساتھ مقامات موسقی کی تعلیم کے دوران ایسی حرکات وسکنات کا ارتکاب کرتے ہوئے دکھائی دیتے ہیں جو تعلیم القرآن وعلوم القرآن کے تقدس کے یکسر منافی ہیں، مثلاً

1. اختتام تلاوت پر استاد اور شاگرد کا ایک دوسرے کے ہاتھ پہ ہاتھ مارنا۔
2. قوالوں کی طرح راگ الاپنا۔
3. دوران تلاوت غنائیت کی طرز پر انگلیوں کو حرکت دینا۔

دورانِ تلاوت جسم کے انگ انگ کو یوں حرکت دینا، جیسے موسیقی کی آواز سن کر گانے والوں کے جسم میں بے اختیاری حرکت پیدا ہوتی ہے وغیرہ وغیرہ۔ العیاذ باللہ من ذلک۔